S No: ========= 65
Fatwa No: ===== 26530
Date: ========= Sunday, August 08, 2004 3:02:04 PM

NAME :>> shams[redacted]
ADDRESS :>> peshawar
EMAIL :>> haq54@yahoo.co[redacted]
SUBJECT :>> TAQLEED

QUESTION :>> hamara amam [redacted]jid) kihta [redacted] ke saraf qaran awar hadis par amal karo baqi (4)amam
man na zaruri nahi hai kya yai bat sahi hai

"الجواب حامداً ومصلیاً"

اس بات سے کسی مسلمان کو انکار نہیں ہو سکتا کہ دین کی اصل دعوت یہ ہے کہ صرف اللہ کی اطاعت کیجائے یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بھی اس لئے واجب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول و فعل سے احکام الٰہی کی ترجمانی فرمائی ہے کونسی چیز حلال ہے ؟ کونسی چیز حرام ہے ؟ کیا جائز ہے ؟ کیا ناجائز ہے ؟ ان تمام معاملات میں خالصۃً اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی اطاعت کرنی ہے اور جو شخص اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے کسی اور کی اطاعت کرنے کا قائل اور اس کو مستقل بالذات مطاع سمجھتا ہو وہ یقیناً دائرہ اسلام سے خارج ہے لہٰذا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ وہ قرآن و سنت کے احکام کی اطاعت کرے لیکن قرآن و سنت میں بعض بعض احکام تو ایسے ہیں کہ جنہیں ہر معمولی لکھا پڑھا آدمی سمجھ سکتا ہے ان میں کوئی اجمال، ابہام یا تعارض نہیں ہے بلکہ جو شخص بھی انہیں پڑھے گا وہ کسی الجھن کے بغیر انکا مطلب سمجھ لے گا ۔

اسکے برعکس قرآن و سنت کے بہت سے احکام وہ ہیں جنمیں کوئی اجمال، ابہام پایا جاتا ہے اور کچھ ایسے بھی ہیں جو قرآن ہی کی کسی دوسری آیت یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی کسی دوسری حدیث سے متعارض معلوم ہوتے ہیں۔ اس قسم کی بہت سی دشواریاں پیش آتی ہیں اب ایک صورت تو یہ ہے کہ ہم اپنی فہم و بصیرت پر اعتماد کرکے اس قسم کے معاملات میں خود کوئی فیصلہ کرلیں اور دوسری صورت یہ کہ از خود کوئی فیصلہ کرنے کی بجائے یہ دیکھیں کہ قرآن و سنت کے ان اشارات سے ہمارے جلیل القدر اسلاف نے کیا سمجھا ہے ؟ چنانچہ قرون اولیٰ کے جن بزرگوں کو ہم علوم قرآن و سنت کا زیادہ ماہر پائیں انکی فہم و بصیرت پر اعتماد کریں اور انہوں نے جو کچھ سمجھا ہے اسکے مطابق عمل کریں ۔

اگر انصاف اور حقیقت پسندی سے کام لیا جائے تو ہمارے خیال کے مطابق اس بات میں دو رائے نہیں ہو سکتیں کہ ان دونوں صورتوں میں سے پہلی صورت خاصی خطرناک ہے اور دوسری صورت بہت محتاط، یہ صرف تواضع اور کسر نفسی ہی نہیں ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ علم و فہم ذکاوت و حافظہ دین و دیانت تقویٰ اور پرہیزگاری ہر اعتبار سے ہم اس قدر تہی دست ہیں کہ قرون اولیٰ کے علماء سے ہمیں کوئی نسبت نہیں پھر جس مبارک ماحول میں قرآن کریم نازل ہوا تھا قرون اولیٰ کے علماء اس سے بھی قریب ہیں اور اس قرب کی بناء پر ان کیلئے قرآن و سنت کی مراد کو سمجھنا زیادہ آسان ہے۔ اسکے برخلاف ہم عہد رسالت کے اتنے عرصہ بعد پیدا ہوئے ہیں کہ ہمارے لیے

(جاری ہے)

قرآن و حدیث کا مکمل پس منظر اسکے نزول کا ماحول اس زمانہ کے طرز معاشرت اور طرز گفتگو کا ہو بہو اور بعینہ تصور بڑا مشکل ہے حالانکہ کسی کی بات کو سمجھنے کیلئے ان تمام باتوں کی پوری واقفیت انتہائی ضروری ہے ان تمام باتوں کا لحاظ کرتے ہوئے اگر ہم اپنی فہم پر اعتماد کرنے کی بجائے قرآن و سنت کے مختلف التعبیر پیچیدہ احکام میں اس مطلب کو اختیار کر لیں جو ہمارا اسلاف میں سے کسی عالم نے سمجھا ہے تو کہا جائے گا کہ ہم نے فلاں عالم کی تقلید کی ہے یہ ہے تقلید کی حقیقت اگر میں اپنے ما فی الضمیر کو صحیح سمجھا سکا ہوں تو یہ بات آپ پر واضح ہو چکی ہوگی کہ کسی امام یا مجتہد کی تقلید صرف اس موقع پر کیجاتی ہے جہاں قرآن و حدیث سے کسی حکم کے سمجھنے میں کوئی دشواری ہو خواہ اس بنا پر کہ قرآن و سنت کی عبارت سے ایک سے زائد معنی نکل سکتے ہوں خواہ اس بناء پر کہ اسمیں کوئی اجمال ہو یا اس بناء پر کہ اس مسئلہ میں دلائل متعارض ہوں چنانچہ قرآن و سنت کے جو احکام قطعی ہیں یا جنمیں کوئی اجمال و ابہام تعارض یا اسی قسم کی کوئی الجھن نہیں ہے وہاں کسی امام و مجتہد کی تقلید کی کوئی ضرورت نہیں چنانچہ مشہور حنفی عالم علامہ عبدالغنی نابلسی تحریر فرماتے ہیں -

فالامر المتفق علیہ المعلوم من الدین بالضرورۃ لا یحتاج الی التقلید فیہ لاحد الاربعۃ کفرضیۃ الصلوۃ والصوم والزکوٰۃ والحج ونحوھا وحرمۃ الزنا واللواطۃ وشرب الخمر والقتل والسرقۃ والغصب وما اشبہ ذالک والامر المختلف فیہ ھو الذی یحتاج الی التقلید فیہ (خلاصۃ التحقیق فی حکم التقلید والتلفیق ص ۳) (ماخوذ از تقلید کی شرعی حیثیت ص ۱۱)

پھر اس سلسلہ میں کسی خاص امام کو متعین کیا جائے یا نہیں تو اس پہلی صورت کو تقلید شخصی اور دوسری صورت کو تقلید مطلق کہتے ہیں اصلاً تو کسی بھی صورت پر عمل کیا جا سکتا ہے اور اسکی گنجائش بھی ہے لیکن انتظامی مصلحت کی بناء پر فقہاء کرام نے تقلید شخصی کو ضروری قرار دیا وہ اسلئے کہ اگر تقلید مطلق کا دروازہ کھلا رہنے دیں گے تو لوگ اپنی خواہشات کی اتباع کرنا شروع کر دیں گے جس امام کے مسلک میں جو مسئلہ آسان ہوگا اسکو لے لیں گے اور مشکل مسئلہ کو چھوڑ دیں گے اسکا نام تلفیق ہے جو بلاشبہ ناجائز اور حرام ہے اور اس سے احتراز لازم ہے، امید ہے اس سے آپکے سوال کا

کقولہ تعالیٰ - یاایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر۔ امام ابوبکر جصاص "اولوالامر" کی تفسیر علماء سے کرنے کی تائید میں لکھتے ہیں - وقولہ تعالیٰ عقیب ذالک فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول، یدل علی ان اولی الامر ھم الفقہاء لانہ امر سائر الناس بطاعتھم ثم قال فان تنازعتم الخ فامر اولی الامر برد المتنازع فیہ الی کتاب اللہ وسنۃ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کانت العامۃ ومن لیس من اھل العلم لیست ھذہ منزلتھم، لانھم لایعرفون کیفیۃ الرد الی کتاب اللہ والسنۃ ووجوہ دلائلھا علی احکام الحوادث فثبت انہ خطاب للعلماء۔

وفی الحدیث عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر (رواہ الترمذی وابن ماجہ واحمد)

محمد ثاقب عفی عنہ
دار الافتاء جامعہ

الجواب صحیح
بندہ سیف الرحمٰن
دار الافتاء جامعہ
۷ سنہ ۱۴۲۵ھ

٤/٨/٢٨
٢٨/٨/٤٨